

کرنا کیا چاہیے؟

یہاں پہنچ کر انسان کا ایمان اور ضمیر اس سے پوچھتا ہے: ”اب کرنا کیا چاہیے؟“

ہمارے سب سے بڑے اور سچے خیر خواہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سچی احادیث میں ہمیں اس خطرناک دور کے حوالے سے کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ ہمارے لیے ان سے بڑھ کر تو کوئی چیز ڈھال یا حصار نہیں ہو سکتی۔ ہم پہلے ان روحانی تدابیر کو ذکر کریں گے۔ اس کے بعد ان کی عصر حاضر پر تطبیق کرتے ہوئے کچھ ترویقاتی تدابیر پیش کریں گے۔ فتنہ دجال سے ان دو قسم کی تدابیر کے بغیر نہیں بچا سکتا۔ لیکن ان تدابیر کے تذکرے سے پہلے ان کا خلاصہ سمجھ لیجیے تو بہتر ہوگا۔ فتنہ دجال اکبر کے تین مختلف مرحلے ہیں: شدید، اشد اور ناقابل تخلل اشد۔ امت مسلمہ اس وقت پہلے مرحلے (شدید) میں داخل ہو چکی ہے۔ دوسرے و تیسرے مرحلے (اشد اور ناقابل تخلل اشد) کا اسے عنقریب سامنا ہے۔ ان تمام مراحل سے سرخروئی کے ساتھ نمٹنے اور پوری بنی نوع آدم کو نجات و کامیابی سے ہمکنار کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے ”جہاد فی سبیل اللہ“..... جہاد سے مراد اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال فی سبیل اللہ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تدبیر، کوئی منصوبہ، کوئی حیلہ کارگر نہیں ہو سکتا۔ باقی سب چیزیں تعلیم و تبلیغ، سیاست، تحریک، علم و ٹیکنالوجی اس کے تابع اور ماتحت ہوں تو خیر ہی خیر ہیں..... لیکن اس سے لاتعلقی اور کنارہ کشی کی قیمت پر تو یہ سب غیر موثر ہیں۔ آج تک مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کا راز یہی رہا ہے اور آئندہ بھی اللہ کا قانون تبدیل نہیں ہو سکتا۔ عصر حاضر کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ مغرب کی حیران کن مادی ترقی کا مقابلہ اتنی ہی مادی طاقت حاصل کر کے کرنا چاہتے ہیں..... جبکہ یہ ممکن نہیں ہے۔ اس میدان میں مغرب ہم سے اتنا آگے ہے کہ اس کا تعاقب کھیلوں میں ممکن نہیں، زندگی کی عملی حقیقتوں میں ایسا کہاں ممکن ہوگا؟ پچھلے اولمپک گیمز (جینگ، چین) میں پاکستان زور لگا کر بھی ایک تمغہ نہیں جیت سکا۔ پورا عالم اسلام مل کر بھی لاطینی امریکا کے ایک چھوٹے سے ملک ”جمیکا“ جتنے تمغے نہیں جیت سکا۔ دبئی کی ایک شہزادی کو جو ڈوکرا لے کا شوق چرایا لیکن جب پہلا ہی مقابلہ جنوبی کی چیمپئن سے پڑا تو یہ شوق مہنگا پڑا۔ تو جب کھیلوں میں یہ حال ہے حضور! تو آپ رہتے کس دنیا میں ہیں کہ مغرب سے مٹھالینے چلے ہیں..... البتہ میدان میں بچہ لڑانے کا مقابلہ ہو تو مغرب ہم سے نہیں نکل سکتا۔ جس طرح عالم اسلام کے تیس چالیس ملک مل کر ایک چھوٹے سے امریکن ملک سے نہیں جیت سکتے، اسی طرح ”عظیم ترین امریکا“ چالیس ملکوں کو ساتھ لے کر نہتے طالبان کے آگے بے بس ہے۔ اے مسلمانو! اللہ کے لیے سوچو! آنکھوں سے دیکھنے کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے۔ اب تو سمجھ لو! اب تو مان لو! دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں سے تعلیم و ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر کسی ایک کا مقابلہ تم نہ کر سکتے لیکن جہاد کے مبارک عمل کی بدولت دنیا کے پسماندہ ترین ملک کے غیر منظم مجاہدین نے دنیا کے تمام سپر پاورز اور منی سپر پاورز کو وقت ڈالا ہوا ہے۔ یہ کیا کرشمہ ہے؟ ترقی کا یہ کیسا کارآمد گر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سکھا کر گئے ہیں۔ ذیل میں ذکر کی جانے والی ساری تدبیریں اسی ایک نکتے کے گرد گھومتی ہیں۔

روحانی تدابیر

اللہ تعالیٰ جو بیماری نازل کرتا ہے، اس کا علاج بھی بتاتا ہے۔ احادیث میں جس طرح آخزمانے کے فتنوں اور خونریز معرکوں کی تفصیل بیان ہوئی ہے اسی طرح ان سے نجات کی راہوں کی بھی اتنی دقیق تفصیل ہے کہ کوئی چیز کوئی تدبیر باقی نہیں چھوڑی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے ہر آنے والے فتنے اور واقعے کے

shared by: www.alkalam.pk

کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

کرنا کیا چاہیے؟

بارے میں معلومات چھوڑی ہیں۔ لیکن جس طرح آخری زمانے کے فتنوں اور ان میں ہونے والی ہلاکتوں کے بارے میں احادیث اور آثار غیر معروف ہیں، اسی طرح وہ آثار جن میں ایسی نبوی ہدایات اور قیمتی نصیحتیں ہیں جو نجات کی راہوں پر روشنی ڈالتی ہیں، غیر معروف ہیں اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ ہمیں اس موقع پر اکابر علمائے اہل حق کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ وہ ہمیں ان سے آگاہ کرتے اور مطلع رکھتے ہیں۔ ان کی یہ کوشش نہ ہو تو ہماری جہالت اور بے حسی ہمیں لے ڈوبے۔

راہ نجات کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات راستے کے روشن نشانات ہیں جن کی روشنی میں انسان آنے والے فتنوں کی تاریکیوں میں منزل تلاش کر سکتا اور مہلک و خون ریز معرکوں میں نجات حاصل کر سکتا ہے۔ ذیل میں احادیث سے مستنبط شدہ وہ ہدایات درج کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان پر عمل کی توفیق دے اور ہمیں چھوٹے بڑے ظاہری اور باطنی ہر طرح کے فتنوں سے بچائے۔ آمین۔

پہلی ہدایت:

آخری زمانہ کے فتنوں اور حادثات کے بارے میں جاننا اور ان سے بچنے کے لیے نبوی ہدایات سیکھنا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ پر یقین کو مضبوط کیا جائے، اپنے رب کے ساتھ مضبوط بنیادوں پر تعلقات استوار کیے جائیں، دین کے لیے فدا نیت اور فنا نیت کا جذبہ پیدا کیا جائے اور فتنوں کے حوالے سے حدیث شریف میں بیان کی جانے والی نصیحتوں اور آخری تدبیر سمجھ کر ان پر سختی سے عمل کیا جائے۔ کیونکہ فتنے کسی کو بھی متاثر کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ جو اُن کو پہلے سے جانتا ہوگا نجات پائے گا اور جس کا ایمان قوی ہوگا اور اللہ پر یقین پختہ ہوگا وہ کامیاب ہو جائے گا۔

دوسری ہدایت:

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے فتنوں کا شکار ہونے سے بچائے اور حق کی مدد کے وقت باطل والوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فتنوں کے درمیان سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہوگا جو چھپا رہے اور پاک و صاف رہے۔ اگر سامنے آئے تو کوئی اسے پہچان نہ سکے اور اگر سامنے نہ ہو تو کوئی اس کا حال احوال نہ پوچھے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ بد نصیب وہ خطیب ہوگا جو بلند آواز سے فصیح و بلیغ خطبہ دے گا اور وہ سوار ہوگا جو سواری کو تیز دوڑنے پر مجبور کرے گا۔ ان فتنوں کے شر سے وہی نجات پائے گا جو سمندر میں ڈوبنے والے کی طرح خلوص سے دعا مانگے گا۔“

لہذا ہر صاحب ایمان پر اولاً تو یہ لازم ہے کہ دل کو باطنی گندگیوں سے پاک کرے اور اسے ریا کاری، غرور و تکبر اور حسد جیسے امراض سے صاف کرے۔ یہ بیماریاں دلوں کو مُردہ کر دیتی ہیں اور ایسے لوگ فتنوں کے دوران استقامت نہیں دکھاتے۔ نمود و نمائش کی چاہت اور شرف و جاہ کی تمنا، یہ سراسر بد نصیبی اور تباہی کا باعث ہے۔ پھر اس کے بعد اسے چاہیے کہ گڑ گڑا کر خلوص کے ساتھ ایسے دل سے دعا مانگے جو درمیں ڈوبا ہوا ہو۔ ایسی دعا جو سمندر میں ڈوبنے والا مانگتا ہے۔ یہ دعا اس کے دل و دماغ

shared by: www.alkalam.pk

کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

کرنا کیا چاہیے؟

سے بلکہ اس کے ہر ہر عضو اور ہر بال کی جڑ سے نکل رہی ہو۔ یہی دعا وہ ڈھال ہے جو فتنوں میں کام آئے گی۔ یہ دعائیں پابندی کے ساتھ مانگنا چاہیے جیسا کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمت کو سکھانے کے لیے مختلف فتنوں سے بچنے کے لیے ان کا نام لے کر دعا مانگا کرتے تھے۔

تیسری ہدایت:

ان تمام گروہوں اور نئی پیدا شدہ جماعتوں سے علیحدہ رہنا جو علمائے حق اور مشائخِ عظام کے متفقہ اور معروف طریقے کے خلاف ہیں اور اپنی جہالت یا خود پسندی کی وجہ سے کسی نہ کسی طرح کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ”ایک وقت آئے گا کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بھیڑ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹی اور بارش کے مقامات پر چلا جائے گا تا کہ وہ اپنے دین کو لے کر فتنوں سے بھاگ جائے۔“ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن حجر نے اپنی مشہور تصنیف ”فتح الباری“ میں لکھا ہے: ”سلف صالحین میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ فتنوں کے زمانے میں صاحبِ ایمان آدمی عام لوگوں سے کنارہ کش ہو کر علیحدگی اختیار کرے یا نہ؟ بعض حضرات ایمان بچانے کے لیے گوشہ نشینی یا پہاڑوں میں نکل جانے کی اجازت دیتے ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ شہروں میں رہ کر فتنوں کے خلاف ڈٹ جانا چاہیے..... لیکن یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب فتنہ عام نہ ہو، لیکن اگر فتنہ عام ہو جائے تو پھر فتنہ زدہ لوگوں سے علیحدگی اور تنہائی کو ترجیح دی گئی ہے۔“ یعنی قابل برداشت حالات میں تو انسان کو معاشرے کے درمیان ہی رہنا چاہیے اور ان کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیے..... البتہ جب فتنوں کا ایسا زور ہو کہ اپنا ایمان بچانا مشکل ہو جائے تو پھر عذابِ الہی آنے سے پہلے گناہوں بھرے معاشرے سے الگ ہو جانا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عبداللہ بن عمرو! اگر تو ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے درمیان رہ گیا تو پھر کیا کرے گا؟ یہ وہ لوگ ہوں گے (اس کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے سینے) جنہوں نے اپنے عہد و پیمان اور امانتوں کو ضائع کر دیا، پھر وہ ایسے ہو گئے۔“ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلیوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔ انہوں نے پوچھا: ”ایسے وقت میرے لیے کیا حکم ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عام لوگوں کو چھوڑ کر خاص لوگوں کے ساتھ مل جانا۔“

ہمارے زمانہ میں عہد و پیمان کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ لوگ وعدے کر کے صاف مکر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہ کوئی قرآن و حدیث تھوڑا ہی ہے۔ امانتوں کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ خیانت اور کرپشن عام ہے اور سوائے ان کے جن پر اللہ کی رحمت ہے، سب کے ضمیر بگڑ چکے ہیں۔ یہ خرابیاں مزید بڑھتی جائیں گی اور عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا کہ عوام میں رہنا اپنی آخرت کو برباد کرنے کے مترادف ہوگا۔ اللہ والے خواص (علماء و مشائخ، اصلاحی حلقے، مدارس و خانقاہ) کی صحبت کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔

shared by: www.alkalam.pk

کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

کرنا کیا چاہیے؟

چوتھی ہدایت:

جب حضرت مہدی کا ظہور ہو تو ان کے خلاف نکلنے والے لشکر میں کوئی صاحب ایمان ہرگز شامل نہ ہو، بلکہ حضرت مہدی کی بیعت میں (جب ان کو احادیث میں بیان کردہ علامات کے مطابق پائے) جلدی کرے۔

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جو بد نصیب لشکر حضرت مہدی کے ساتھ لڑنے کے لیے پہلے پہلے بھیجا جائے گا وہ کفار کا نہیں، مسلمانوں کا لشکر ہوگا۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہوں گے جن کو لڑائی پر مجبور کیا ہوگا لیکن کچھ اراداً سوچ سمجھ کر لڑنے کے لیے آئیں گے۔ یہ وہ نام نہاد مسلمان ہوں گے جو ”فکری ارتداد“ کا شکار ہو چکے ہوں گے اور ان کو حضرت مہدی کے رفقاء دہشت گرد، شدت پسند، بنیاد پرست وغیرہ نظر آ رہے ہوں گے۔ ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر ان کا حشر اپنی اپنی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ ہر مسلمان اس کی احتیاط کرے کہ اس کا خاتمہ اس منحوس طریقے سے نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”پناہ لینے والا [یعنی حضرت مہدی] بیت اللہ میں پناہ لے گا، اس کی طرف فوج بھیجی جائے گی۔ جب وہ بیابان (کھلے میدان) میں پہنچے گی تو زمین میں دھنس جائے گی۔“

حضرت مہدی کی مخالفت کے بجائے جب ان کے ظہور کا اعلان ہو اور ان میں سچے مہدی کی علامات پائی جائیں جو پیچھے بیان ہو چکی ہیں تو ان کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت میں سبقت لے جانے کی کوشش کی جائے۔ اس زمانے میں ہر مسلمان پر واجب ہوگا کہ حضرت مہدی کے حلقہ مجاہدین میں شامل ہو کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اللہ کے راستے میں اپنی جان و مال پیش کرے۔ حضرت مہدی کی پہچان کا ایک ذریعہ تو وہ علامات ہیں جو احادیث میں بیان ہوئیں۔ دوسرا ذریعہ امیر جہاد کی سچی طلب ہے۔ اس کی برکت سے بھی اللہ مدد کرے گا، دل میں خیر کا القاء کرے گا اور سچے مہدی اور ان کے اعموان و انصار کی پہچان ہو جائے گی ورنہ جن کو طلب نہ ہوگی وہ علامات دیکھ کر بھی ان کا ساتھ نہ دیں گے بلکہ گھروں میں بیٹھے علماء، طالبان اور مجاہدین پر تبصرے کرتے رہیں گے۔ اسلام کی سر بلندی کے لیے امیر جہاد کی سچی طلب اور جستجو آخری زمانے کے لوگوں کے لیے سعادت کی علامت اور آخرت کا سرمایہ ثابت ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرو، خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے، کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔“

پانچویں ہدایت:

امریکا اور مغربی ممالک کے گناہوں بھرے شہروں کے بجائے حرمین، ارض شام، بیت المقدس وغیرہ میں رہنے کی امکانی حد تک کوشش کرنا۔ خونی معرکوں میں زمین کے یہ خطے اہل ایمان کی جائے پناہ ہیں۔ دجال ان میں داخل نہ ہو سکے گا۔

نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک دجال چار مسجدوں، مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد طور سینا اور مسجد اقصیٰ کے سوا ہر گھاٹ پر پہنچے گا۔“

shared by: www.alkalam.pk

کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

کرنا کیا چاہیے؟

چھٹی ہدایت:

پابندی سے تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر کی عادت ڈالی جائے۔ جس کو ذکر کی لذت سے آشنائی ہوگی، ان کو ذکر سے ایسی حلاوت نصیب ہوگی کہ کھانے پینے سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ دجال کے فتنے کے عروج کے دنوں میں جب وہ مخالفین پر غذائی پابندیاں لگائے گا، ان دنوں ذکر و تسبیح غذا کا کام دے گی لہذا ہر مسلمان صبح شام مسنون تسبیحات (درود شریف، تیسرا ایچوتھا کلمہ اور استغفار) کی عادت ڈالے اور سورہ کہف کی ابتدائی یا آخری دس آیتیں یاد کر کے ان کے ورد کا معمول بنائے۔ دجال کے فتنوں کے دنوں میں یہ چیز نہایت برکت والی اور روحانی دوا کے ساتھ جسمانی غذا بھی ثابت ہوگی۔

ایک عظیم الشان حدیث میں جسے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے روایت کیا ہے، اس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سکھاتے ہیں کہ دجال کے زمانہ میں ہم بھوک اور پیاس کا کیسے سامنا کریں؟ روای کہتا ہے پوچھا گیا: ”اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) ان دنوں کون سی چیز لوگوں کے لیے حیات بخش ہوگی؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تسبیح (سبحان اللہ کہنا)، تحمید (الحمد للہ کہنا)، تکبیر (اللہ اکبر کہنا) کھانے پینے کی جگہ ان کے اندر سرایت کر جائے گی۔“

یہ حدیث لوگوں کو ذہن نشین کر لینی چاہیے اور اسے اپنے عمل کی بنیاد بنانا چاہیے۔ دجال کے زمانہ میں اس حدیث سے بھوک اور پیاس کے فتنے کا سامنا کیا جاسکتا ہے۔ پس اللہ کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت میں لگے رہیں۔ ابھی سے ”قیام اللیل“ (رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے اور ذکر و وظائف) کی عادت ڈالیں۔ دجال کے زمانہ میں یہ عادت ایسے خوش نصیبوں کے لیے آب حیات ثابت ہوگی۔

ساتویں ہدایت:

سورہ کہف کی تلاوت۔

ایک مشہور حدیث جو ابوداؤد، مسلم، ترمذی، نسائی، احمد، بیہقی وغیرہ جیسے عظیم محدثین کی کتابوں میں پائی جاتی ہے، میں بیان کیا گیا ہے کہ دجال کے فتنے سے جو محفوظ رہنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ سورہ کہف کی ابتدائی یا آخری دس آیتوں کی تلاوت کرے۔ اس کی تلاوت دجال کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچا لیتی ہے۔ اس میں کچھ ایسی تاثیر اور برکت ہے کہ جب ساری دنیا دجال کی دھوکا بازیوں اور شعبدہ طراز یوں سے متاثر ہو کر اس کی خدائی تک تسلیم کر چکی ہوگی، اس سورت کی تلاوت کرنے والا اللہ کی طرف سے خصوصی حصار میں ہوگا اور یہ دجالی فتنہ اس کے دل و دماغ کو متاثر نہ کر سکے گا۔ مستند روایتوں میں یہ بھی ہے کہ جو بندہ جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھتا ہے وہ اگلے جمعہ تک نور اور روشنی میں رہتا ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس جمعہ سے آئندہ جمعہ تک اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ یہ بھی ہے کہ سورہ کہف جس گھر میں پڑھی جاتی ہے، اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ دجالیات کے محقق مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب اپنی کتاب ”فتنہ دجال کے نمایاں خدو خال“ میں فرماتے ہیں: ”مسلمانوں کا عام دستور بھی ہے کہ ان میں متقی اور پرہیزگار لوگ ہر جمعہ کو سورہ کہف ضرور تلاوت کرتے ہیں۔ مسجدوں میں اسی لیے اس سورت کے متعدد نسخوں کے رکھنے کا عام رواج ہے۔ صاحب خیر لوگوں کو یہ بھی کرنا چاہیے۔ سورہ یسین کی طرح سورہ کہف کے مستند نسخے بھی چھپوا کر مساجد میں رکھوائے جائیں۔“ (ص: 15)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب سورہ کہف اور دجال کے تعلق پر لکھی جانے والی اپنی تحقیقی کتاب ”معرکہ ایمان و مادیت“ میں فرماتے ہیں:

shared by: www.alkalam.pk

کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

کرنا کیا چاہیے؟

”جمعہ کے روز جن سورتوں کے پڑھنے کا شروع سے میرا معمول ہے، ان میں سورہ کہف بھی شامل ہے۔ حدیث نبوی کے مطالعہ کے دوران مجھے علم ہوا کہ اس روز سورہ کہف پڑھنے اور اس کو یاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس کو دجال سے حفاظت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ کیا اس سورہ میں واقعی ایسے معانی و حقائق اور ایسی تنبیہیں یا تدبیریں ہیں جو اس فتنہ سے بچا سکتی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بار بار پناہ مانگی ہے اور اپنی اُمت کو بھی اس سے پناہ مانگنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، اور جو وہ سب سے بڑا آخری فتنہ ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے: ”مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ.“ (آدم کی پیدائش سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی واقعہ نہیں ہے۔) میں نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو کتاب اللہ اور اس کے اسرار و علوم سے سب سے زیادہ واقف تھے) قرآن کی ساری سورتوں میں آخری سورہ کا انتخاب کیوں فرمایا ہے؟ مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل اس راز تک پہنچنے کے لیے بے تاب ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس خصوصیت کا سبب کیا ہے اور اس حفاظت اور بچاؤ کا جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، سورہ سے کیا معنوی تعلق ہے؟ قرآن مجید میں چھوٹی بڑی (قصار مفصل اور طوال مفصل) ہر طرح کی سورتیں موجود تھیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان سب کو چھوڑ کر اس سورہ کا انتخاب کیا گیا اور یہ زبردست خاصیت اسی سورہ میں رکھی گئی۔ مجھلاً مجھے اس کا یقین ہو گیا کہ یہ سورہ قرآن کی ضروری منفرد سورہ ہے جس میں عہد آخر کے ان تمام فتنوں سے بچاؤ کا سب سے زیادہ سامان ہے جس کا سب سے بڑا علمبردار دجال ہوگا۔ اس میں اس تریاق کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے جو دجال کے پیدا کردہ زہریلے اثرات کا توڑ کر سکتا ہے اور اس کے بیمار کو مکمل طور پر شفا یاب کر سکتا ہے۔ اگر کوئی اس سورہ سے پورا تعلق پیدا کر لے اور اس کے معانی کو اپنے دل و جان میں اُتار لے (جس کا راستہ اس سورہ کا حفظ اور کثرت تلاوت ہے) تو وہ اس عظیم اور قیامت خیز فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اس کے جال میں ہرگز گرفتار نہ ہوگا۔

اس سورہ میں ایسی رہنمائی، واضح اشارے بلکہ ایسی مثالیں اور تصویریں موجود ہیں جو ہر عہد میں اور ہر جگہ دجال کو نامزد کر سکتی ہیں اور اس بنیاد سے آگاہ کر سکتی ہیں جس پر اس فتنہ اور اس کی دعوت و تحریک قائم ہے۔ مزید برآں یہ کہ یہ سورہ ذہن و دماغ کو اس فتنہ کے مقابلہ کے لیے تیار کرتی ہے۔ اس کے خلاف بغاوت پر اُکساتی ہے۔ اس میں ایک ایسی روح اور اسپرٹ ہے جو دجالیت اور اس کے علمبرداروں کے طرز فکر اور طریقہ زندگی کی بڑی وضاحت اور قوت کے ساتھ نفی کرتی ہے اور اس پر سخت ضرب لگاتی ہے۔“

لہذا اہل ایمان کو چاہیے کہ یا تو پوری سورہ کہف حفظ کر لیں یا کم از کم اس کی پہلی دس یا آخری دس آیات یاد کر لیں تاکہ دجال کے خروج کے وقت ان کی تلاوت ہر ایک کے لیے ممکن ہو۔ ان آیات میں ایسی قدرتی تاثیر ہے کہ ایسے لوگوں کو دجال کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اور دجالی فتنے کے ظہور سے پہلے ان آیات کے ورد کا فائدہ یہ ہوگا کہ دجالی قوتوں کے منفی پروپیگنڈے کا اثر انسان کے دل و دماغ اور ایمان و عمل پر کم سے کم ہوگا۔ ابن خزیمہ کا قول ہے: ”میں نے ابو الحسن الطنفسی کو کہتے سنا فرما رہے تھے، میں نے عبدالرحمن المحاربی کو کہتے سنا ہے کہ: ”اس حدیث کو [یعنی جس میں جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے] ہر استاد کے تربیتی نصاب میں شامل کرنا چاہیے تاکہ وہ مکتب کے تمام بچوں کو سکھادے۔“ اندازہ کیجیے اتنے زمانہ پہلے ہمارے اکابر کو فتنوں سے بچنے کا اس قدر اہتمام تھا۔ آج ہم فتنوں کے بھنور میں پھنسے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور مزید عظیم فتنے ہمارے سر پر کھڑے ہیں..... ہمیں تو ان چیزوں کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ بالفرض اگر حقیقی عظیم فتنے ہمارے دور میں ظاہر نہ ہوتے تو چھوٹے دجالوں کے جھوٹے پروپیگنڈے اور میڈیا وار سے تو ان آیات کی برکت ہمیں ضرور محفوظ رکھے گی۔

shared by: www.alkalam.pk

کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

کرنا کیا چاہیے؟

آٹھویں ہدایت:

عراق میں دریائے فرات کا پانی رکنے سے اس کی تہہ سے جو سونا برآمد ہوگا، اس کی لالچ کوئی مسلمان نہ کرے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”قریب ہے کہ فرات سونے کے پہاڑ سے پیچھے ہٹ جائے۔ چنانچہ جو بھی اس وقت موجود ہو اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔“
ایک اور روایت میں ہے: ”اس پہاڑ پر مسلمان ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوں گے تو سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا: ہو سکتا ہے کہ میں بچ جاؤں!“

لہذا ہر مسلمان حرص و ہوس اور طمع و لالچ کے بجائے انفاق فی سبیل اللہ کا مزاج بنائے اور لینے اور لوٹنے کے بجائے دینے اور لٹانے کی عادت ڈالے..... ورنہ دنیاوی حرص کہیں کا نہ چھوڑے گی۔